التقریظ والانتقاد

تاریخ مشائخ چشت جلد اول از پروفیسر خلیق احمد نظامی، تقطیع متوسط، ضخامت ۵۱۰ صفحات، کتابت و طباعت اور کاغذ اعلیٰ، قیمت مجلد -/120 روپے، پتہ: ادارہ ادبیات، بلیماران، دہلی - ۶ -

پروفیسر خلیق احمد نظامی بین الاقوامی شہرت کے مؤرخ اور مصنف ہیں اور خاص طور پر برصغیر میں اسلامی تصوف کی تاریخ پر سند تسلیم کیے جاتے ہیں، موصوف نے تاریخ مشائخ چشت پر ایک ضخیم جلد اب سے کم وبیش ایک ربع صدی پہلے مرتب کی تھی جو اسی زمانہ میں ندوۃ المصنفین کی طرف سے بڑی آب وتاب اور اہتمام سے شائع ہوئی تھی اور اگرچہ یہ مصنف کا نقش اول تھی تاہم اس کے شائع ہوتے ہی ارباب علم وتحقیق کے حلقوں میں دھوم مچ گئی اس کتاب میں وعدہ کیا گیا تھا کہ یہ سلسلہ تاریخ مشائخ چشت کی پہلی جلد ہے اس کے بعد ایک خاص ترتیب سے اس سلسلہ کی پانچ جلدیں اور آئیں گی، لیکن ایک چوتھائی صدی کی طویل مدت گزر گئی، ارباب ذوق اضطراب شوق سے ایفائے عہد کا انتظار کرتے رہے مگر بے سود اور لاحاصل! اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ فاضل مصنف بڑی تیز رفتاری سے اپنے عہدہ ومنصب میں ترقی کرتے رہے اور اس لیے درس وتدریس کے ساتھ بعض سخت اور نازک قسم کی انتظامی ذمہ داریوں کا بار گراں بھی ان کے سر پر آپڑا، اسکے علاوہ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگرچہ ان شدید مصروفیتوں میں بھی، ضبط اوقات کے باعث وہ مطالعہ

اور تصنیف و تالیف سے بے تعلق نہیں رہے لیکن اب اُن کے اشہبِ قلم نے اپنی جولانی کے لیے قرونِ وسطیٰ کی تاریخ و سیاست کا ایک اور میدان منتخب کرلیا چنانچہ اس وقفہ میں ان کے قلم سے متعدد اہم اور وقیع کتابیں اور مقالات انگریزی میں شائع ہوئے، بایں ہمہ خوشی کی بات ہے کہ تاریخِ مشائخِ چشت کا جو پروجیکٹ انھوں نے بنایا تھا اس عالم میں بھی وہ اس سے غافل نہیں رہے، اس سلسلہ میں ان کا مطالعہ برابر جاری رہا اور وہ ترتیب و جمعِ مواد کا کام دل کی لگن اور پابندی سے کرتے رہے، آخر وہ وقت آگیا کہ وہ یہ کہہ سکیں

عمر یست کہ آوازۂ منصور کہن گشت
من از سرِ نو جلوہ دہم دار و رسن را

اب انھوں نے اپنے قدیم منصوبہ پر بھی نظرِ ثانی کی اور فیصلہ یہ کیا کہ پوری تاریخ سات جلدوں میں مرتب کی جائے، جن میں سے پہلی جلد بطورِ مقدمہ کے صرف "تاریخ تصوف اسلام پر اجمالی نظر" کے لیے مخصوص ہو اور باقی پانچ جلدوں میں ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے حضرت خواجہ غریب نواز سے لے کر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی تک کے بزرگان و مشائخِ عظام کے مفصل حالات لکھے جائیں، اور آخر میں ساتویں جلد چشتیہ سلسلہ کے لٹریچر کا جائزہ لینے کے لیے وقف ہو، چنانچہ زیرِ تبصرہ کتاب اس سلسلہ کی پہلی جلد ہے اور جیسا کہ فاضل مصنف نے دیباچہ میں بتایا ہے، باقی جلدوں کا تمام مواد موجود ہے اور بعض جلدوں کی ترتیب بھی ہو چکی ہے، اس لیے امید ہے کہ اب یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوگا۔

یہ کتاب اولاً پانچ حصّوں پر تقسیم ہے، پھر ہر حصہ کے ماتحت متعدد ابواب ہیں، حصۂ اول کا عنوان "مقصد اور منہاج" ہے، اس میں چھ ابواب ہیں جن میں مجموعی طور پر تصوف کی حقیقت اور اس کی ضرورت و اہمیت پر گفتگو کرنے کے بعد لفظ صوفی کی تحقیق

تصوف کے ماخذ، تصوف کتاب وسنت کی روشنی میں، صوفیہ کا مقصد حیات اور صوفیہ اور تعلیم اخلاق، ان پر الگ الگ باب وار اس درجہ محققانہ اور ساتھ ہی نہایت مؤثر و دلنشین کلام کیا گیا ہے کہ دل پر بیساختہ زاری و تضرع کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اور اسلامی تصوف کی بالکل صحیح عکاسی کے ساتھ ان اعتراضات کی بھی قطعی تردید ہو جاتی ہے، جو تصوف پر مستشرقین یا منکرین تصوف نے کیے ہیں، حصہ دوم جو چار ابواب پر مشتمل ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگرچہ تصوف اسلام کا ایک جز ہے اور اس لیے جب سے اسلام ہے تصوف بھی ہے لیکن باضابطہ بحیثیت ایک مکتبہ فکر کے تصوف کی تدوین کن اسباب و وجوہ کے ماتحت ہوئی، پھر اس کا ارتقاء کیوں کر ہوا، اس سلسلہ میں صوفیہ کے جو طبقات بنے ان میں نامی گرامی اکابر صوفیہ کون تھے اور طبقہ وار ان کی خصوصیات کیا تھیں، یہ بحث بھی بڑی بصیرت افروز اور فاضل مصنف کی وسعت و دقت نظر کی دلیل ہے، اس موقع پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ ایک تاریخ تصوف کے مصنف کو یہ بھی بتانا چاہیے کہ فقہا اور صوفیہ میں اختلافات کن وجوہ سے پیدا ہوئے، اور اس سلسلہ میں دونوں طرف سے جو کتابیں لکھی گئیں ان کی نوعیت کیا تھی؟ پھر امام غزالی نے دونوں میں مصالحت کس طرح کرائی، عجمی اثرات نے کیا کیا گل کھلائے اور اکابر صوفیہ نے ان کا تدارک کس طرح کیا، پھر یہ بھی معلوم ہونا چاہیے تھا کہ تصوف کا ٹکنک کیا ہے اور اس میں وقتاً فوقتاً کیا کیا تغیر و تبدل ہوتا رہا ہے، ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ تاریخ مشائخ چشت کی باقی جلدوں میں اصلاً یا ضمناً ان مباحث پر جستہ جستہ گفتگو آئے گی، لیکن پروفیسر نظامی نے اس جلد میں ان مباحث کو قصداً نظر انداز اس لیے کر دیا ہے کہ ان کا اصل مقصد مشائخ چشت کی تاریخ لکھنا اور اس جلد میں بطور پس منظر کے تصوف کے نشو و نما اور اس کے عہد بعہد ارتقاء کا محض اجمالی طور پر ایک جائزہ لینا ہے، جیسا کہ دیباچہ میں انھوں نے اس کا ذکر کیا بھی ہے، چنانچہ ان دو حصوں کے بعد وہ چشتیہ سلسلہ کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔

در باقی تین حصے اسی سلسلہ کے مباحث و مسائل کے لیے وقف ہیں، حصہ سوئم میں چشتیہ سلسلہ کا نشو ونما، عہد بعہد اس کا ارتقا۔ اس سلسلہ کے اکابر متقدمین مشائخ، ہندستان میں اس کا اجراء، اس کی مختلف شاخیں، اور ان کی خانقاہیں، پھر اس سلسلہ کا زوال، یہ پوری داستان بسط وتفصیل سے بیان کی گئی ہے، حصہ چہارم اور حصہ پنجم ہمارے نزدیک اس کتاب کی جان ہیں اور اس لیے نہایت اہم ہیں کیونکہ اول الذکر میں مشائخ چشت کے نظام اصلاح و تربیت اور مؤخر الذکر حصہ میں چشتیہ سلسلہ کی اساسِ فکر پر بڑی جامع اور دیدہ ورانہ بحث کی گئی ہے، اور اس طرح گویا اسلامی تصوف کے حقیقی خدو خال (مشائخ چشت کے نقطۂ نظر سے) ابھر کر سامنے آگئے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ اس میں کون سی بات قرآن وسنت اور اسوۂ رسول سے مطابقت رکھتی ہے اور کون سی نہیں مثلاً صلوٰۃ معکوس پڑھنا اور پھر اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا سرتاسر لغو اور شریعت پر بہتان ہے، اسی طرح وحدت الوجود کا عقیدہ متکلم فیہ ہے، آخر میں مآخذ کی طویل فہرست اور اشاریہ ہیں، کتاب میں بعض ایسی چیزیں نظر سے گزریں جن کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان سے استفادہ کیا جا سکے، وہ چیزیں یہ ہیں:

(۱) صفحہ ۱۰۲ پر جن صوفیا کے نام آئے ہیں ان میں سے بعض کے نام کے ساتھ تاریخ وفات لکھی ہے اور بعض کے ساتھ نہیں۔

ایسا دوسرے صفحات پر بھی ہے، پھر تاریخ میں یکسانیت نہیں ہے، کہیں تاریخ ہجری اور عیسوی دونوں ہیں، کہیں فقط ہجری اور کہیں صرف عیسوی۔ یہی حال حوالوں کا ہے، بعض مقامات پر حوالے مکمل نہیں ہیں، مثلاً صفحہ ۹۸ سطر ۸ میں صرف اصابۃ کا نام لینا کافی نہیں ہے، اسی طرح جو روایت حدیث کی عام متداول کتابوں میں موجود ہے اس کو سیرت النبی شبلی کے حوالہ سے نقل کرنا کتاب کا علمی وقار کم کر دیتا ہے۔

(۲) صفحہ ۱۰۴ پر حضرت عبداللہ بن مبارک کی کتاب الزہد اور حضرت سفیان ثوری کی تفسیر قرآن کا ذکر ہے، ساتھ ہی یہ بھی لکھنا چاہیے تھا کہ ان دونوں کتابوں کو علی الترتیب مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی اور مولانا امتیاز علی خاں عرشی اڈیٹ کر کے شائع کر چکے ہیں۔

(۳) صفحہ ۱۱۱ سطر ۸: امام احمد بن حنبل کی قید سے رہائی کی تاریخ ۲۴۲ھ لکھی ہے، غالباً یہ کتابت کی غلطی ہے، کیونکہ اگرچہ امام عالی مقام پر جور و ستم کرنے کا سلسلہ ۲۳۲ھ تک رہا جب کہ واثق باللہ کا انتقال ہوا ہے، لیکن وہ قید میں ڈیڑھ دو برس سے زیادہ نہیں رہے۔

(۴) ص ۱۰۵ س ۱۹: صحیح لفظ اجحفنا ہے نہ کہ اجحفنا، یہ بھی کتابت کی غلطی ہے، پھر اس لفظ کا صحیح ترجمہ ہوگا: ہم نے کنگال بنا دیا ہے۔

(۵) ص ۲۷ س ۱۱: "اتلفا" کے بعد "فی" سہو کاتب سے رہ گیا ہے۔

(۶) قرآن مجید کی آیات کا حوالہ دینے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا،

(۷) ص ۱۰۲ س ۱۷: حضرت ربیع بن خیثم عہد تابعین کے نہایت بلند مرتبہ صوفی ہیں، ان کے والد کا نام غلطی سے "خیثام" لکھا گیا ہے۔

اگرچہ مذکورہ بالا کوتاہیاں معمولی قسم کی ہیں لیکن پروفیسر نظامی کی کتاب اور وہ بھی اس درجہ اہم اور بلند پایہ! اس کے صاف و شفاف چہرہ پر یہ جھائیاں بری لگتی ہیں۔

بہرحال اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی کا یہ کارنامہ علمی اور تحقیقی اعتبار سے اور اخلاقی اور سماجی حیثیت سے بھی نہایت شاندار اور لائق صد تحسین و آفرین ہے، علمی اور تحقیقی اعتبار سے اس لیے کہ تصوف سے متعلق بحث کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو تشنہ رہ گیا ہو اور اس موضوع پر قدیم و جدید، مطبوعہ و غیر مطبوعہ کوئی ماخذ ایسا نہیں ہے جس سے انھوں نے سیر حاصل استفادہ نہ کیا ہو، پھر سب سے

بڑی بات یہ ہے کہ ان کا طرز نگارش دلآویز و دلکش ہونے کے ساتھ معروضی اور سائنٹفک بھی ہے، صوفیہ کے قدیم تذکروں کی طرح خوابوں اور کشف و کرامات کی کھتونی نہیں، اس بنا پر فلسفہ اور سائنس کا ایک طالب علم بھی اسے پڑھے گا تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے گا، اور اس کارنامہ کی اخلاقی اور سماجی افادیت اور اہمیت یہ ہے کہ یہ جن مردان حق شناس و حق آگاہ کی داستان حیات ہے درحقیقت یہی وہ نفوس قدسیہ تھے جنھوں نے جلوہ زارِ نور محمدی کی تابانیوں کو اپنے سینوں میں جذب کیا اور پھر اپنے نَفَسِ گرم کی ضیاء باریوں سے ظلمت کدۂ قلب و روح کو چراغاں زارِ امید و آرزو بنادیا، اس بنا پر اس کتاب کا مطالعہ مسلم اور غیر مسلم ہر شخص کے لیے اصلاحِ نفس اور اخلاقی تربیت و تعلیم کا ذریعہ ہوگا۔ (ایڈیٹر)

امام غزالی کا فلسفۂ مذہب و اخلاق :

تالیف : سید حسین قادری شورؔ، ایم۔ اے، عثمانیہ یونیورسٹی۔

مشہور و معروف محقق اور صوفی و فلسفی حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی شخصیت نہ صرف مسلمانوں اور ایشیا میں بلکہ غیر مسلموں اور یورپ میں بھی مسلم ہے۔ زیر نظر تالیف اپنے مضامین و مباحث کی جامعیت اور حسنِ ترتیب اور عام معلومات کے اعتبار سے ایک بہترین کتاب ہے۔ امام غزالیؒ نے اپنے زمانے کے علمی، مذہبی، اخلاقی، تمدنی اور سیاسی حالات کا جس گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا۔ کتاب کے پہلے حصہ میں ان کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں ان کے فلسفۂ مذہب پہ تحقیقی گفتگو کی گئی ہے اور تیسرے حصے میں فلسفۂ اخلاق پر چوتھے حصے میں ان کے فلسفۂ مذہب و اخلاق پر ایک جامع اور بصیرت افروز تبصرہ ہے۔ صفحات ۵۰۰ تقطیع متوسط ۲۰×۲۶/۸ قیمت ۲۵ روپے مجلد ۳۹ روپے